مولانا محمد عبدالحلیم نعمانیؒ اور صحت کے بارے میں اُن کی چند اچھی عادتیں

اسد اللہ خان پشاوری

متخصص فی الحدیث والفقہ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

استاذ محترم مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی نعمانی صاحبؒ نے نوے سے زائد سال عمر پائی تھی، اس کے باوجود آخر تک اُن کی صحت اچھی تھی، معروف بیماریوں میں سے کوئی بھی بیماری اُن کو نہیں لگی تھی، اُونچی سیڑھیوں پر چڑھتے ہوئے کبھی سانس نہیں پھولتا تھا، بڑھاپے میں بھی پہاڑوں پر چڑھتے ہوئے دیکھا ہے، اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ موصوف صحت کے اصولوں کا خاص خیال رکھتے تھے، ان کے پاس پڑھتے ہوئے جہاں اُن سے علم و تحقیق میں استفادہ کیا وہاں اُن سے صحت کے بعض اُصول بھی نوٹ کئے تھے جس کا بہت فائدہ ہوا ہے، اب رہ رہ کے بڑا افسوس ہوتا ہے کہ کاش کہ حضرت سے باقاعدہ صحت کے اُصول کی تمام باتیں نوٹ کر لیتے تو زیادہ سے زیادہ اُن کے تجربات سے فائدہ ہوتا، لیکن بہر حال جو باتیں نوٹ کیں وہ بھی کم اہم نہیں ہیں، ذیل میں اُن کو نقل کیا جاتا ہے۔

(1) جوانی میں صحت کے بارے میں غیر سنجیدگی

حضرت سے ہم نے سنا تھا کہ جوانی کے زمانے میں وہ صحت کے بارے میں سنجیدہ نہیں تھے، فرماتے تھے پاگل تھے پاگلوں کی طرح پڑھتے تھے۔ اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے "اسلامی کتب خانے" کے لئے مطبوعات و مخطوطات کا اس قدر مطالعہ کیا تھا کہ عینک لگ گئی۔ بتاتے تھے کہ علامہ سمعانیؒ کی الانساب کا مخطوطہ کئی مرتبہ اور کئی دیگر مخطوطات پڑھے اور اس کے حوالہ نکالے۔ اس لئے حضرت فرماتے تھے کہ جوانی میں گدھے کی طرح کام نہیں کرنا چاہئے بلکہ صحت کا خیال رکھنا چاہئے، جوانی کے بعد جب انسان کا علم کمال کو پہنچ جاتا ہے تو صحت کام چھوڑ دیتی ہے۔ حضرت اگرچہ ہمیں ہر وقت علم و تحقیق کی ترغیب دیتے تھے اور ظاہر ہے کہ تحقیق میں لگ کر صحت کی باتوں کی طرف دھیان نہیں جاتا، مگر حضرت ہمیں ایسا کرنے سے منع کرتے تھے۔ اسی وجہ سے اگر استاذ جی سے کوئی تحقیق کے لئے کمپیوٹر کے استعمال کے بارے میں پوچھتا تو استاذ جی اس شرط کے ساتھ اجازت دیتے تھے کہ زیادہ استعمال نہ کیا جائے، آنکھوں کا خیال رکھنا چاہئے۔

(2)بیٹھنے کی نشست کے بارے میں اصول

حضرت کی عادت تھی کہ درس گاہ میں ہو یا گھر میں ہو بیٹھنے کی نشست کا بہت خیال رکھتے تھے کرسی کا استعمال کرتے تھے، یہ بات تجربے سے ثابت ہے کہ زمین پر بیٹھنے کے بجائے اگر کرسی کا استعمال کیا جائے تو انسان تھکتا نہیں ہے اور زیادہ دیر بشاشت کے ساتھ کام کر سکتا ہے، زمین پر کثرت سے بیٹھنے کی وجہ سے رگوں میں خون کی روانی متاثر ہوتی ہے جس سے صحت خراب ہو جاتی ہے۔ حضرت کے پاس جو لوگ آتے تھے یا طلباء بیٹھتے تھے ادب کی وجہ سے بغیر ٹیک کے بیٹھتے تھے، حضرت اِس سے منع کرتے تھے اور سخت تاکید کرتے تھے کہ دیوار کے ساتھ یا کرسی کے ساتھ پیچھے کمر کی ٹیک لگ جائے، کیونکہ زیادہ دیر بغیر سہارے بیٹھنے سے کمر پر بوجھ پڑتا ہے۔ایک مرتبہ حضرت راولپنڈی ایک مدرسہ میں مدعو تھے، مدرسہ کے ذمہ دار حضرات حضرت کو اس لئے لے کر گئے تھے کہ بزرگ شخصیت ہے دعا فرمائیں گے، جب حضرت مدرسہ پہنچے تو حفظ قرآن کے کثیر طلباء زمین بیٹھ کر ہل ہل کر قرآن پڑھ رہے تھے، حضرت نے بہت افسوس کا اظہار کیا اور دو باتیں اُن سے کیں، ایک تو یہ کہ اِن بچوں کے لئے کرسیاں بنائی جائے، کیونکہ یہ آٹھ آٹھ گھنٹے زمین پر بیٹھے رہتے ہیں جس سے اِن نونہالوں کی صحت خراب ہو گی۔ دوسری بات یہ کہ حفظ قرآن کے وقت نہ ہلا کریں، یہ فضول کی عادت ہم نے اپنی ذہن میں بٹھا رکھی ہے، سکون کے ساتھ حفظ کی عادت ڈلوائیں۔ یہاں موقع کی مناسبت سے اسی نوعیت کی ایک اور بات بھی ذکر کی جاتی ہے کہ حضرت اس سے بھی منع کرتے تھے کہ مطالعہ کے وقت داڑھی کو ہاتھ لگایا جائے۔ تخصص فی الحدیث کے دوران مشکل موضوعات پر کام کرتے ہوئے غیر شعوری طور پر داڑھی کے بالوں کے ساتھ کشمکش جاری رہتی تھی، حضرت طلباء کو اس سے بہت سختی کے ساتھ منع کرتے تھے کہ اپنی شکلیں مت بگاڑو، داڑھی صاف ستھری ہونی چاہئے۔

حضرت کے ساتھ ایک مرتبہ ہم تین طلباء احسن احمد، محمد احمد رضا اور بندہ اسد اللہ کراچی ریلوے اسٹیشن پر بہاولپور جانے کے لئے موجود تھے، ریل میں ابھی گھنٹہ ڈیڑھ تھا، رش بہت تھا، نشستوں پر بیٹھنے کی جگہ نہیں تھی حضرت بھی کھڑے تھے اور ہم بھی ساتھ کھڑے تھے لیکن ہم بہت تھک گئے ہم نے حضرت سے بہت اصرار کیا کہ بیٹھ جائے لیکن حضرت نہیں بیٹھے، اسّی سال عمر ہے اور چاق و چوبند سکون کے ساتھ کھڑے رہے ہم تھک گئے اور وہ منظر دیدنی تھا کہ ہم سب زمین پر بیٹھے رہے اور حضرت سامنے کھڑے رہے اور گفتگو چل

رہی تھی۔اس سے مجھے اُن کا یہ اصول معلوم ہوا کہ بیٹھنے کے بجائے کھڑا ہونا صحت کے لئے اچھا ہے، کھڑا ہونا بھی ایک ورزش ہے۔

(3)ورزش کا اہتمام

حضرت ورزش کا بہت اہتمام فرماتے تھے، میں نے 2005ء سے 2008ء تک کا وقت حضرت کے ساتھ گزارا ہے، حضرت کی پیدائش 1929ء ہے۔اس قدر عمر ہونے کے باوجود حضرت روزانہ صبح فجر کی نماز کے بعد ورزش کرتے تھے اور مدرسہ آنا جانا بھی عام بس سے تھا۔ حضرت کی صبح کا معمول ایک دو مرتبہ مشاہدہ کرنے کا موقع ملا تھا، ایک مرتبہ تو اس طرح کہ حضرت کے تخصص فی الحدیث کے قدیم شاگرد مولانا محمد بن عبدالواحد بزرگ زادہ ایرانی، کراچی تشریف لائے تھے، جنہوں نے استاذ جی کی زیر نگرانی علامہ محمد بن رستم البدخشی (1161ھ) کی کتاب "تراجم حفاظ الحدیث و نقاد الاثر" پر کام کیا ہے اور اب الحمدللہ چار جلدوں میں دارالہدی سے چھپ گئی ہے۔ان کا قیام استاذ جی کے گھر میں تھا، حضرت کو اُن سے بہت محبت تھی، مجھے حضرت نے فرمایا کہ تم اُن کے ساتھ کمرے رہو تاکہ اُن کو اکیلا پن محسوس نہ ہو، لہذا میں نے وہ رات چشتی صاحب کے گھر میں گزاری تھی، صبح فجر کے بعد حضرت نے فرمایا مجھے تو ورزش کے لئے جانا ہے میں بھی ساتھ ہو گیا، ناظم آباد کے عید گاہ پارک میں ورزش کی، فرمایا کہ آنکھوں کے چوتھے آپریشن کے بعد ڈاکٹر نے دوڑنے سے منع کیا ہے، لیکن اُن کی ورزش پھر بھی دوڑ سے کم نہیں تھی، میں بمشکل اُن کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا، میں تو خوب تھک گیا تھا۔ ایک مرتبہ بہاولپور میں بھی فجر کے بعد ان کے ساتھ ورزش کی تھی، اور 2016ء کو جب حضرت پشاور آئے تھے تو بھی فجر کے بعد حیات آباد کی سڑکوں پر خوب ورزش کی، مفتی ذاکر حسن نعمانی صاحب بھی ساتھ تھے بڑے حیران ہوئے تھے۔ سفر ہو یا حضر ہو اس ورزش میں ناغہ نہیں کرتے تھے۔

(4)وقت پر کھانا کھانا

حضرت کی ایک بڑی اچھی عادت یہ تھی کہ بے وقت کے کھانے پینے سے پرہیز کرتے تھے، کھانے کا ایک وقت مقرر تھا، اس میں خوب کھانا کھاتے تھے، اس کے علاوہ کتنا ہی اچھا کھانا ہو یا چائے ہو اس سے پرہیز کرتے تھے، کھلانے والے کتنا ہی اصرار کیوں نہ کریں۔اس سلسلہ میں حضرت کی استقامت کو کئی بار آنکھوں

سے دیکھا ہے۔رات کو گھر میں ریڈیو پر بی بی سی کی خبریں سننے کا بہت اہتمام کرتے تھے جس میں قضا کی نوبت نہیں آتی تھی، ہم کمرے میں بیٹھے ہوتے تھے آواز آرہی ہوتی تھی،اس دوران بھی چہل قدمی کرتے تھے۔ کھانے پینے میں بہت خوش خوراک تھے، بہت مزے لے کر کھانا کھاتے تھے۔

(5)ٹھنڈے پانی سے پرہیز اور بلاذر کی کہانی

حضرت کو میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ ٹھنڈا پانی پیا ہو، ہمیشہ تازہ پانی پیتے تھے، کراچی کا پانی کچھ زیادہ اچھا نہیں ہوتا تھا، میں پشاور سے ان کے لئے پانی لے جاتا تھا تو بہت زیادہ خوش ہوتے تھے اور گھونٹ گھونٹ سے زمزم کے پانی کی طرح پیتے تھے۔ فرماتے تھے مولانا محمد عبدالرشید نعمانیؒ بہت ٹھنڈا پانی پیتے تھے جس کے اوپر برف جمی ہوتی تھی،اس کی وجہ یہ بتاتے تھے کہ انہوں نے "بلاذر" پیا تھا جس کی وجہ سے اُن کا حافظہ بھی تیز ہوا تھا اور بیماری اثر نہیں کرتی تھی، ایک طرف دیسی گھی گرم گرم پیتے تھے اور ساتھ ٹھنڈا پانی پیتے تھے۔ حضرت فرماتے تھے کہ مجھے بھی شوق ہوا کہ میں بھی بلاذر پی لوں، لیکن ڈر کی وجہ سے استعمال نہیں کیا۔بلاذر کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ یا تو اس کے استعمال کے بعد انسان جوان بن جاتا ہے اور یا مرنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

علامہ ذہبیؒ نے تاریخ الاسلام میں لکھا ہے کہ علامہ ابن الجوزیؒ نے بلاذر پیا تھا جس کی وجہ سے ان کی داڑھی گر گئی تھی اور نوجوان لگتے تھے۔اور مختار رعینی مالکی کے بارے میں لکھا ہے بلاذر پینے سے ان کی طبیعت خراب ہوئی تھی اور جوانی میں فوت ہوئے تھے۔ مشہور مورخ علامہ بلاذری متوفی سن 279ھ "فتوح البلدان" والے کی شہرت بھی اسی بلاذر کی وجہ سے ہے، بلاذر کی وجہ سے ان کے دماغ میں خلل آیا تھا۔

امام بخاریؒ کو اللہ تعالی نے اچھا حافظہ دیا تھا، ان کے شاگرد محمد بن ابی حاتم وراق کہتے ہیں کہ مجھے ان کے بارے میں یہ بات پہنچی کہ امام بخاریؒ نے بلاذر پیا ہے تو میں ایک مرتبہ ان سے اکیلے میں پوچھا کہ حافظہ کے لئے کوئی دوائی ہے ؟ تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں ہے، پھر فرمایا کہ حافظہ کے لئے سب سے زیادہ مفید چیز پڑھائی کے ساتھ عشق اور دائمی مطالعہ ہے۔(ہدی الساری مقدمہ فتح الباری ص487)۔

شیخ محمد عوامہ بلاذر کے بارے میں لکھتے ہیں :

" البلاذر : ثمرة تشبه قلوب الطير ولونه أحمر إلى السواد، وفي داخله شيء شبيه بالدم، وهو نافع للنسيان وذهاب الحفظ. كما في "الجامع" لابن بيطار ١ : ١٥٤ و"المعتمد" للملك المظفر ابن رسول ص٣١، وكانوا يستعملونه لقوة الحفظ، والإكثار منه ضار، وممن تضرر به : البلاذري صاحب "فتوح البلدان". (معالم إرشادية ص٩٠).

خود استاذ محترم چشتی صاحب نے امام ابوداؤد طیالسی کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے بلاذر پیا تھا جس کی وجہ سے ان کا حافظہ آخر تک قوی تھا ان کے الفاظ ملاحظہ ہو:

"قوت حافظہ کے لئے بلاذر کا استعمال اور اس کا اثر:

(امام ابوداؤد طیالسی) یادداشت کو تیز کرنے کے لئے اور اسے برقرار رکھنے کے لئے بعض مقویات استعمال کرتے تھے، چنانچہ ابوداؤد طیالسی اور ان کے خواجہ طاش امام فن جرح وتعدیل عبد الرحمن بن مہدیؒ المتوفی 198ھ بلاذر (جسے ہندی میں بھلانوا کہتے ہیں) کا استعمال نہایت پابندی سے کرتے تھے۔ بلاشبہ بلاذر کے کثرت استعمال سے ان دونوں ائمہ فن کے حافظے خراب نہیں ہوئے لیکن ان کے جسموں کو اس نے خراب کردیا، چنانچہ حافظ ابوالحسن احمد عجلی المتوفی سن 269ھ کا بیان ہے "اخیر عمر میں امام ابوداؤد طیالسیؒ کو کوڑھ ہوگئی تھی اور عبد الرحمن بن مہدی کو برص ہوگیا تھا"۔ (احمد بن عبداللہ العجلیؒ، معرفۃ الثقات بترتیب نورالدین الہثیمی و تقی الدین السبکی، تحقیق عبدالعظیم البستوی، المدینۃ المنورہ مکتبۃ الایمان، سن 1405ھ 428/1، ابن نقطہ، 278، الخطیب 26/9، السمعانی 96/4 (الطیالسی) المزی 535/1 ، الذہبی 381/9، ابن حجرؒ 184/4).

بلاذر کے استعمال کا یہ اثر تھا کہ آخر عمر تک ان کا حافظہ خراب نہ ہوا اور مرتے دم تک درس حدیث کا سلسلہ برابر قائم رہا، جیسا کہ گذر چکا"۔ (مقدمہ مسند امام ابوداود طیالسی)۔

(6) تیز پنکھا چلانے سے پرہیز

سخت گرمیوں میں بھی تیز پنکھا استعمال نہیں کرتے تھے، آہستہ آہستہ پنکھا چلتا رہتا تھا۔

(7)مقوی غذا اور کُشتوں کا استعمال

استاذ محترم کو مقویات کا استعمال کرتے تھے، ان کو "کاجو" بہت پسند تھا، بنوری ٹاؤن کے باہر دکان میں نمکین کاجو ملتے تھے میں نے ایک دو مرتبہ ہدیہ کئے تھے تو دل سے بہت دعائیں دی تھیں۔ چشتی صاحب کے شاگرد مولانا عتیق الرحمن صاحب بتاتے ہیں کہ "آخری چار پانچ سالوں میں بندہ ہر دوسرے مہینے ایک کلو خمیرہ گاؤزبان زعفرانی کا پیک (جو کہ جامعہ کا ایک فاضل بناتا ہے انہوں نے مولانا منظور نعمانی صاحب سے سیکھا ہے) استاذ جی کو پہنچاتا تھا"۔ اس پر چشتی صاحب کے ایک اور شاگرد مولانا حمید الرحمن نعمانی صاحب بتاتے ہیں کہ "جی بالکل آخری بار استاذ جی کی وفات سے تین ہفتے قبل بندہ لے کر گیا تھا اس امید پر کہ استاذ جی سے ملاقات بھی ہو جائے گی مگر استاذ جی اس وقت آرام فرما رہے تھے"۔

(8)حکیموں اور معالجوں کی تفصیل

استاذ محترم ڈاکٹروں کے بجائے حکیموں سے زیادہ رجوع کرتے تھے، چشتی صاحب کے شاگرد مولانا محمد شہباز صاحب بتاتے ہیں کہ "استاذ جی چشتی صاحب کراچی میں حکیم محمود برکاتی صاحب کے علاوہ ایک حکیم صاحب کے پاس تشریف لے جاتے تھے بعض دفعہ طلباء کو بھی دکھانے کے لئے ساتھ لے جاتے ان کا نام یاد نہیں"۔

مولانا حمید الرحمن نعمانی صاحب بتاتے ہیں کہ "میں استاذ جی کے ساتھ ایک ڈاکٹر اور دو حکیموں کے پاس گیا ہوں ایک نصیر آباد میں حکیم مرسلین کے مطب سے چند گلیاں چھوڑ کر ایک بند گلی میں ہوتے تھے اس وقت اُن کی عمر ایک سو بیس سال کے قریب تھی اور بقول استاذ جی وہ حضرت تھانویؒ سے بیعت بھی تھے بڑے وجیہ اور قد آور تھے، استاذ جی نے مجھ سے ذکر کیا کہ پاکستان ہجرت کے بعد ابتداء میں ہم اُن کے مکان میں رہتے تھے، دوسرے ہومیوپیتھک حکیم صاحب تھے جو گلشن معمار میں رہتے تھے ان کے یہاں استاذ جی کو اپنے بایک پر کئی بار لے کر گیا۔ تیسرے آنکھوں کے ڈاکٹر سیون ڈے ہسپتال میں تھے اُن کے یہاں بھی کئی بار جانا ہوا اور انہی کی کلینک میں استاذ جی نے میرے مقالے کا موضوع بھی میرے لئے منتخب فرمایا تھا۔ دل فسردہ میں پھر دھڑکنوں کا شور اٹھا☆ یہ بیٹھے بیٹھے مجھے کن دنوں کی یاد آئی (ناصر کاظمی)"۔

مولانا محمد شہباز صاحب بتاتے ہیں کہ "پہلے دونوں حضرات کے پاس میرا بھی استاذ جی کے ساتھ جانا ہوا تخصص کے سالوں میں، ان دونوں حضرات کے نام چاہئے تھے، ہومیو پیتھک والے شاید حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب کی صحبت میں بھی رہے ہیں اور بھی بعض کبار بزرگوں کا ذکر کیا تھا، انہوں نے ایک مجلس میں ہمیں کچھ وظائف کی بھی اجازت دی تھی"۔

چشتی صاحب کے شاگرد مفتی محمد احمد رضا صاحب بتاتے ہیں کہ: "ایک مرتبہ فرمایا میاں! ہم نے فراغت کے بعد ہمدرد کا صحت نمبر (غالبا) پڑھا تھا، اس میں جو جو تدابیر تھیں ہم نے اختیار کر لیں"۔

حکیم محمد سعیدؒ نے صحت کے بارے ہزاروں صفحات لکھے ہیں، ان کی کوئی بھی تحریر صحت کے بارے میں ایک گنج گراں مایہ ہے، رسالہ ہمدرد نونہال میں جہاں ان کے مفید مضامین اور سفر نامے چھپتے تھے وہاں اُن کے طبّی مشوروں بھی چھپتے تھے جسے بعد میں مسعود احمد برکاتی صاحب نے بہت محنت کے ساتھ اکھٹے کئے ہیں، یہ "حکیم محمد سعید کے طبّی مشورے" کے نام سے چھپی ہے، اشاعت اول 1996ء کی ہے جبکہ جدید اشاعت میں صفحات 344 ہیں۔ اس میں حکیم محمد سعیدؒ کے بہت مفید تجربات شامل ہیں۔ اس کے علاوہ حکیم محمد سعیدؒ کی ایک اور قیمتی تصنیف "تجربات طبیب" ہے جو امراض وعلاج پر ایک جامع کتاب ہے۔ صفحات جدید طبع 535، ہمدرد فاؤنڈیشن کراچی، طبع اول 1973ء کی ہے۔ اس کے علاوہ ہمدرد فاؤنڈیشن سے اور بھی بہت عمدہ کتابیں چھپی ہیں، اور حکیم صاحب کے سفر ناموں میں بھی جا بجا طبّی تحقیقات ومشورے شامل ہیں۔ اللہ کے فضل سے تقریبا ان کی تمام تحریرات پڑھنے کا موقع ملا ہے اور زندگی میں ان سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔

ڈاکٹر یونس حسنی نے حکیم محمود احمد برکاتی کا بہت عمدہ تعارف ان کی کتاب "سفر اور تلاش" کے مقدمہ میں کیا ہے، درج ذیل دو پیراگراف ملاحظہ ہوں جس میں ان کے طریقہ علاج اور علماء کے ساتھ ان کے تعلق کا ذکر ہے:

"محمود میاں پیشے کے لحاظ سے طبیب ہیں، وہ طب یونانی کو کئی اعتبار سے ایلو پیتھی سے بہتر سمجھتے ہیں، لیکن اس کا برملا اعتراف کرتے ہیں کہ طب یونانی میں تحقیق وجستجو کے خاتمہ کے باعث ترقی نہ ہو سکی، اس لئے وہ تشخیص کے سلسلے میں تمام جدید طریقہ ہائے کار سے مدد لیتے ہیں۔ وہ محض قارورہ دیکھنے پر اکتفا نہیں کرتے،

پیشاب کی لیبورٹری رپورٹ دیکھتے ہیں، بلڈ پریشر لیتے ہیں خون کی رپورٹ ملاحظہ کرتے ہیں، مگر علاج کرتے وقت طریقۂ علاج میں شرک نہیں کرتے، وہ علاج خالصتاً یونانی ادویہ سے کرتے ہیں۔ان کا خیال ہے کہ یونانی ادویہ کے ساتھ ایلوپیتھک دواؤں کا استعمال محض مغرب سے مرعوبیت ہے۔ پھر چونکہ ہم اُن ادویہ کے طبّی خواص سے کماحقہ واقف نہیں، نہ اُن کے غیر معمولی ردعمل سے آشنا ہیں، اس لئے ہمیں اپنا ہی طریقۂ علاج اختیار کرنا چاہئے۔ وہ صرف یونانی دواؤں سے علاج کرتے ہیں، البتہ حیاتین کو مستثنیٰ سمجھتے ہیں اور اگر ضروری خیال کرتے ہیں تو اپنے مریضوں کو حیاتین کے استعمال کی اجازت دیتے ہیں"۔ (سفر اور تلاش، حکیم سید محمود احمد برکاتی، مجلس مطبوعات وتحقیقات اُردو، سی 4 جامعہ نگر جامعہ کراچی، تقریظ: ڈاکٹر یونس حسنی، صدر شعبۂ اردو کراچی یونیورسٹی)۔

"علماء کا احترام بڑے اہتمام سے کرتے ہیں، بیشتر لوگ ان کے ہم عصر ہیں ہم پلہ ہیں مگر وہ ہیں کہ ان کے آگے جھکے جاتے ہیں بس رکوع میں تھوڑی کسر رہ جاتی ہے، پان کھڑے ہو کر پیش کریں گے، کوئی کتاب دیں گے تو کھڑے ہو کر دیں گے"۔(حوالہ بالا)۔

(9)سر کی مالش

استاذ محترم کو ہم نے جب سے دیکھا ہے اُس وقت سے اُن کا یہ معمول تھا کہ سر پر بال رہنے نہیں دیتے تھے، ہفتے عشرے بعد اُسترہ پھیرتے تھے۔ لیکن کبھی اُن کو نہیں دیکھا کہ کسی طالب علم سے مالش کرائی ہو، وہ طالب علم یا کسی اور سے کسی قسم کی خدمت نہیں کراتے تھے، اگرچہ اُن کی عمر کافی ہوگئی تھی اور پھر خاص طور سے اُن کا سارا کام دماغی ہوتا تھا۔جب ہم اُن کے پاس پڑھتے تھے تو ایک مرتبہ حضرت کے مشہور شاگرد مولانا ساجد احمد صدوی صاحب نے اس کے لئے تحریک چلائی کہ استاذ محترم کو مالش سے بہت فائدہ ہوگا اس لئے کچھ کرنا چاہئے، ہمارے کلاس کے ساتھ مولانا عبدالرحمن اویس صاحب کو تیار کیا کہ آپ سبق کے اختتام پر مالش کریں گے، حضرت سے جب عرض کیا تو صاف منع کیا کہ ایسا نہیں ہوسکتا ہے، اس کے بعد مولانا عبد الرحمن اویس صاحب نے ایسی بات کی کہ استاذ جی آگے سے کچھ نہ کہہ سکے اور تیار ہوگئے، عبدالرحمن صاحب جامعہ دارالعلوم کراچی میں پڑھنے کے زمانے میں شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کے سر کی مالش

کرتے تھے، تخصص کے زمانے میں بھی جمعرات کو وہ دارالعلوم جاتے تو یہ خدمت انجام دیتے تھے، تواستاذ جی کے انکار کے بعد جب عبدالرحمن صاحب نے یہ بات کہ میں مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کے لئے بھی مالش کرتا ہوں تواستاذ جی خاموش ہوگئے اور پہلی مرتبہ استاذ جی نے کسی طالب علم سے سر کی مالش کروائی۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ مالش کے بعد چشتی صاحب کو آرام ملا تو سو گئے، اگلے دن جب عبدالرحمن اویس صاحب مالش کے لئے گئے تو خوب ڈانٹا کہ تمہاری وجہ سے میرا وقت ضائع ہوا، لیکن ساجد صاحب نے چشتی صاحب کو دوبارہ راضی کیا کہ یہ آپ کی صحت کے لئے بہت مفید ہے، پھر یہ سلسلہ چلتا رہا، اکثر جب عبدالرحمن صاحب مالش کے لئے آتے تواستاذ جی فرماتے تھے یہ مجھے بھنگ پلاتا ہے۔

(10) اپنے کام سے کام رکھنا

استاذ محترم کی صحت کا ایک بڑا راز یہ بھی تھا کہ حضرت صرف اپنے کام سے کام رکھتے تھے، دوسروں کے کاموں میں نہیں پڑتے تھے اور نہ ہر طرح کے کاموں میں ہاتھ ڈالتے تھے، ان کا سارا کا سارا مشغلہ تخصص فی الحدیث کے طلباء کی تحقیقات کی نگرانی کا تھا اور خود بھی علمی و تحقیقی کام کرتے تھے، اس کے علاوہ گرد و پیش کے کسی بھی سر گرمی سے متاثر نہیں ہوتے تھے، نہ غیر متعلقہ پروگراموں میں شریک ہوتے تھے، ورنہ ان کا بہت بڑا علمی مقام تھا اور ان کے پاس بڑے عہدے تھے اس سے فائدہ اٹھا کر کئی جگہ کام اور خوب شہرت حاصل کر سکتے تھے، لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا انہوں نے ساری زندگی اپنے چند ہی افراد کی رجال سازی میں گزار دی جس کا اُن کو عظیم ثمرہ ملا۔ استاذ محترم ہمیں بھی نصیحت کرتے تھے کہ اپنی حدود اربعہ پہچانو اور اسی میں رہ کر کام کرو ورنہ کوئی بھی کام نہیں کر سکو گے۔

کچھ متفرق باتیں:

تخصص کے ساتھیوں نے بعض باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے، ذیل میں ان کو درج کیا جاتا ہے۔

مفتی عامر خالد صاحب فرماتے ہیں:

"استاد جی کے اصولوں میں ایک بات تازہ روٹی کھانا ہے، بائیں ہاتھ میں گرم چپاتی لے کر لقمہ آپ کو خوب یاد ہوگا، ایک مرتبہ گھر پر تندوری نان جو ٹھنڈے ہوگئے تھے پیش کئے تو ہاتھ کھینچ لیا۔ سادہ غذا اور شوربہ والا سالن پسند کرتے تھے اور مرغن غذاؤں سے پرہیز کرتے تھے اور بارہا فرماتے کہ میں گھر والوں کو

کہتا ہوں کہ شوربہ والا بنایا کرو۔ کھانے کے بعد قضائے حاجت یہ استاذ جی کا معمول تھا، ایک بار فرمایا کہ اس سے جسم کو سکون ملتا ہے۔ ظہر اور عصر کے درمیان قیلولہ کرتے تھے۔ کھانے پینے میں غیر ضروری مجاہدے نہیں کرتے تھے۔ دل کی بات کسی طرح، طریقہ سے کہہ ڈالنا بھی ان کی صحت کا راز تھا۔ رات کو کئی مرتبہ دودھ اور رس کھا لیتے تھے"۔

مولانا عثمان صاحب فرماتے ہیں:

"استاذ جی کو ناشتہ میں سری پائے، انڈوں کا حلوہ پسند تھا۔ عام طور پر مچھلی شوق سے تناول فرماتے تھے۔ باقاعدگی سے چیکپ کراتے تھے، ہر سال جب پنجاب آتے تھے تو دل اور آنکھوں کا معائنہ کرواتے تھے۔ عموما ڈاکٹر شہریار صاحب سے کرواتے تھے۔ دانتوں کے لئے استاذ کا ذاتی دیسی قسم کا منجن ہوتا تھا وہ استعمال کرتے تھے، ایک دو دفعہ میں نے بھی استعمال کیا تھا ذائقہ عجیب تھا لیکن فائدہ مند تھا، یہ شاید استاذ جی کا کوئی طبیب تیار کرتا تھا۔ ٹوتھ پیسٹ استعمال نہیں کرتے تھے۔ نیم کا خلال استعمال کرتے تھے۔ کھانے کے بعد موسمی پھل کھاتے تھے، جیسے پائن ایپل، خربوزہ وغیرہ۔ لیٹنے کے لئے نرم گدے کو پسند نہیں کرتے تھے، سخت چیز پر معمولی نرم گدہ وغیرہ بچا کر استعمال کرتے تھے، فرماتے تھے کہ اس سے کمر کا مسئلہ نہیں ہوتا ہے۔ چائے بالکل نہیں پیتے تھے، دودھ پی لیتے تھے"۔

مولانا حمید الرحمن نعمانی صاحب فرماتے ہیں:

"ہمارے سالوں میں مفتی عبد الواحد بنوں مالش کیا کرتے تھے، استاذ جی ہر ایک سے مالش نہیں کرواتے تھے۔ استاذ جی پابندی سے بلیڈ پریشر اور شوگر چیک کرواتے تھے، اکثر میں ساتھ جاتا تھا، جامعہ بنوری ٹاؤن میں ڈاکٹر عارف صاحب کے پاس دس بجے کے وقت میں چلے جاتے تھے، شوگر چیک کرنے کے بعد اُن سے پرچی پر لکھوا بھی لیا کرتے تھے۔ آنکھوں کا معاینہ بھی سیون ڈے میں کرواتے تھے، ڈیڑھ دو مہینے میں اُستاذ جی کا چکر لگ جاتا تھا۔ استاذ جی کو کھجور پسند تھی، دودھ اور کھجور کھاتے تھے، مجھے صدر بھیجتے تھے اور فرماتے تھے کہ پنجگور والی کھجور لے کر آنا، ایک مرتبہ استاذ جی کو بھی صدر لے کر گیا تھا، استاذ جی کے گھر میں تقریباً ہر وقت کھجور ہوتی تھیں"۔